

روزہ اور عورتوں کے متعلق مسائل

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۚ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (البقرہ: 184-185)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اُسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اُسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے اور تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام باب فی الصَّوْمِ زَكَاةُ الْجَسَدِ)

کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

میرے آج کے درس کا عنوان ہے ”روزہ اور عورتوں کے متعلق مسائل“

روزہ اسلام کے بنیادی رکن میں سے ایک رکن ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہیں۔ دورانِ رمضان روزوں سے متعلق بعض سوالات اٹھتے رہتے ہیں خاص طور پر خواتین کے متعلق مسائل اکثر زیر بحث رہتے ہیں۔ ہمیں اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حکم اور عدل بنا کر بھیجا ہے جنہوں نے اسلام کی تعلیم کو بنیاد بنا کر ہر معاملہ کا علم ہم تک پہنچایا اور ہمیں ہر مسئلہ کا حل بھی بتایا۔

روزہ رکھنے کے لیے خواتین کے لیے کچھ اضافی اصول اور قانون اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں جو حمل، حیض اور دودھ پلانے کی مدت کے دوران اُن پر لاگو ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا آیت سے بھی ظاہر ہے کہ روزہ ایک فرض عبادت ہے، لیکن اگر کوئی بیمار ہو تو وہ روزہ نہ رکھے لیکن جتنے روزے بیماری کی بھی وجہ سے چھوٹ جائیں گے، ان کی تعداد کو بعد میں پورا کرنا ہوگا۔ جیسا کہ فقہ احمدیہ میں لکھا ہے کہ

”قرآن میں صرف بیمار اور مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنے کی وضاحت ہے۔ دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ کے لئے کوئی ایسا حکم نہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیمار کی حد میں رکھا ہے“

(فقہ احمدیہ صفحہ 291)

خواتین کے حمل، زچگی اور حیض کے دن اسی زمرے میں شامل ہیں۔ اسی وجہ سے خواتین کو ایام مخصوصہ میں روزہ اور نماز چھوڑنے کی رعایت تو ہے، لیکن نماز کی قضا فرض نہیں کی گئی، جب کہ چھوٹے ہوئے روزوں کی تعداد کو پاکیزگی کے دنوں میں پورا کرنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت ہی عظیم اور رحم کرنے والی ہے اور یہ

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہے کہ وہ انسان کی ہمت سے زیادہ اس پر بوجھ نہیں ڈالتا۔ چونکہ خواتین ان دنوں اذیت اور بے چینی کا شکار ہوتی ہیں، اس لیے ان ایام میں ان کو ان دو عبادتوں یعنی نماز اور روزہ کے نہ کرنے کی رعایت دی گئی ہے اور اس کیفیت سے نکلنے کے بعد روزوں کی تعداد کو پورا کرنا لازمی ہے۔ مگر ان ایام میں چھوٹی ہوئی نماز کی گنتی پورا کرنا فرض نہیں کیا گیا۔

اسی طرح رمضان المبارک میں حاملہ یا دودھ پلانے والی مریضہ خواتین کو اللہ تعالیٰ نے ہر اس کام سے منع فرمایا ہے جو کہ ان کی صحت کے لحاظ سے ٹھیک نہیں۔ لیکن بعض دفعہ علم کی کمی کی وجہ سے بعض خواتین سمجھتی ہیں کہ حمل اور دودھ پلانا کوئی بیماری کی حالت نہیں اور اگر حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت روزہ رکھے تو اس کو دو گنا ثواب ملتا ہے۔ اپنے روزے کا الگ اور بچے کا الگ اور دوسرا روزہ بھی دوبارہ نہیں رکھنا پڑے گا۔ حائضہ اور حاملہ کے روزہ رکھنے کی ممانعت بعض احادیث سے بھی ثابت ہے۔ حضرت انس بن مالک کعبیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی ہے اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ کو روزہ کی رخصت عطا فرمائی ہے۔“

(ابن ماجہ کتاب الصیام)

یعنی مریضہ (دودھ پلانے والی) حاملہ اپنے عذر کے ختم ہونے کے بعد چھوڑے ہوئے روزے پورے کر لیں اگر طاقت ہو تو فدیہ بھی دینا چاہیے جو اس بات کا کفارہ ہو گا کہ رمضان کی برکتوں والے مہینے میں روزہ کی عبادت کے ثواب سے محروم نہ رہے۔ لیکن بعض دفعہ اگر کسی عورت کو ایسی حالت پیش آتی رہتی ہے کہ ایک وقت میں مریضہ ہے اور دوسرے وقت میں حاملہ تو اسے روزہ کی جگہ صرف فدیہ کافی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مورخہ 30 اکتوبر 1907ء کو فرمایا:

”جن بیماروں اور مسافروں کو امید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے مثلاً ایک بہت بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کے دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال پھر اسی طرح گزر جائے گا۔ ایسے شخص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں۔ فدیہ صرف شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی نہیں رکھتے باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جاسکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے۔“

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ 183)

اگر ہم سائنسی نقطہ نگاہ سے اس بات کو دیکھیں تو حاملہ اور مریضہ عورت کا روزہ رکھنا ماں اور بچے دونوں کی صحت کے لیے خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ حمل کے دوران ماں کو عام حالت کی نسبت روزانہ زیادہ کیلوریز کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے اس کو اپنی عام روٹین سے زیادہ کھانے کی ضرورت ہوگی اور اگر وہ روزہ رکھ لے تو زیادہ دیر خالی پیٹ رہنے کی صورت میں اس کا جگر کیٹون جو کہ نشاستہ کی ایک قسم ہے وافر مقدار میں بنانا شروع کر دیتا ہے جو کہ بچے کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ حمل کے دوران پانی پینے کی بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور اگر اس حالت میں روزہ رکھا جائے تو انسانی جسم میں پانی کی کمی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جسم میں پانی کی مقدار کے کم ہونے کی صورت میں بچے کی نشوونما بھی بہت متاثر ہوتی ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچے کے ارد گرد ایک مائع ہوتا ہے جس میں پانی، آکسیجن اور دیگر خوراک کے اجزاء موجود ہوتے ہیں جس سے بچہ اپنی نشوونما لیتا ہے۔ اس مائع میں پانی کی کمی بچے کی صحت کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ اس سے بچے کو آکسیجن اور غذائی اجزاء ٹھیک سے نہیں پہنچ پاتے جو کہ بچے کے لیے جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے اس لیے ماں کے لیے ضروری ہے کہ وہ پانی کی کمی نہ ہونے دے نیز یہ کہ خوراک کی کمی قبل از وقت وضع حمل اور دیگر پیچیدگیوں کا باعث بنتی ہے۔

اگر مریضہ یعنی دودھ پلانے والی خواتین کی بات کی جائے تو دودھ پلانے والی ماں کو عام روٹین سے ہٹ کر روزانہ 450-500 کیلوریز زیادہ چاہیے ہوتی ہیں۔ اگر اس حالت میں روزہ رکھا جائے روزہ سے ہونے والی پانی کی کمی دودھ کی مقدار کو کم کرتی ہے جو کہ بچے کی صحت کو متاثر کرے گی۔ اس کے ساتھ روزے کے دوران خوراک کا کم استعمال ماں کے دودھ کی غذائیت کو بھی کم کرتا ہے جو کہ بچے کی صحت کے لیے اچھا ثابت نہیں ہوتا۔

حائضہ کے روزہ نہ رکھنے کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم حیض کے باعث روزے چھوڑتی تھیں تو ہمیں بعد میں وہ روزے پورے کرنے کا ارشاد ہوتا تھا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ

(بخاری: 304، مسلم: 80)

کیا ایسا نہیں ہے کہ تم میں سے کسی کو جب حیض آجاتا ہے تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔

نفاس والی عورت کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتی لیکن جب بعد میں یہ عذر دور ہو جائے اور پاک ہو جائیں تو چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا واجب ہوگی اور یہ روزے انہیں رکھنے ہوں گے۔ استحاضہ کے بارے میں یعنی عورت کی وہ کیفیت جس میں اس کا خون آنا بند ہی نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ خون ایک رگ کا ہے حیض کا نہیں تو اس کیفیت میں حیض کے دن جو خواتین کو شروع سے حیض کے لیے مقرر تھے ان دنوں میں نماز نہ پڑھے اور روزہ بھی نہ رکھے اور باقی دنوں میں پاک صاف ہو کر خون آنے کے باوجود نماز پڑھے اور روزے رکھے۔

بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ خواتین روزہ رکھ لیتی ہیں لیکن روزہ کے دوران ان کے ایام حیض شروع ہو جاتے ہیں اور انہیں یہ سمجھ نہیں آتا کہ روزہ جاری رکھنا چاہیے یا کھول لینا چاہیے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ روزے کے دوران اگر کسی خاتون کے ایام حیض شروع ہو جائیں تو اسے روزہ کھول لینا چاہیے یا اس روزہ کو مکمل کر لینا چاہیے۔ نیز جب یہ ایام ختم ہوں تو سحری کے بعد پاک صاف ہو سکتے ہیں یا سحری سے پہلے پاک ہونا ضروری ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 30 اپریل 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

”عورت کی اس فطرتی حالت کو قرآن کریم نے ”أَذَى“ یعنی تکلیف کی حالت قرار دیا ہے اور اسلام نے اس کیفیت میں عورت کو ہر قسم کی عبادات کے بجالانے سے رخصت دی ہے۔ اس لیے جس وقت ایام حیض شروع ہو جائیں اسی وقت روزہ ختم ہو جاتا ہے اور ان ایام کے پوری طرح ختم ہونے پر اور مکمل طور پر پاک ہونے کے بعد ہی روزے رکھے جاسکتے ہیں۔ نیز جو روزے ان ایام میں (بشمول آغاز اور اختتام والے دن کے) چھوٹ جائیں، ان روزوں کو رمضان کے بعد کسی وقت بھی پورا کیا جاسکتا ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 4 دسمبر 2021ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(کمپوزڈ بالی: عائشہ چوہدری۔ جرمی)

